سیاست اور قانون میں عدل وانصاف اور اس کے تقاضے:ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Justice and its demands in politics and law, an exploratory and analytical study

Altafur Rehman
PhdScholar, Department of Usooluddin, University of Karachi.
Email: altafakhon1@gmail.com

Shahid ur Rahman
Research Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi
Email: Shahidhafiz663@gmail.com

Hussain Ahmad
Research Scholar,Department of Qurah o Sunnah University of Karachi
Email: Hussainsaif3030@gmail.com

Abstract

There is no doubt that Islam is a universal and comprehensive system of life, it is a religion that is compatible with the conditions and requirements of all times, and is inclusive of the rules of various areas of life, and Islam related to each area of life. There are instructions. One of the major commands is justice and fairness. The position of "justice and justice" is like the backbone for running the Muhammadan system. Without justice, the reformation of the people is not possible. So, it is as if the stability of the government, politics, court and economic affairs is "justice" and this the downfall begins with tyranny.

From the beginning of his collective life, man has started the process of creating and enforcing "laws and regulations". It is obvious that the fair use of laws is central to turning chaos and disorder into peace and stability. Justice is among these principles. It is from the fact that those who are established by Islam are not only in the system of government, but in the relationship of the individual with himself and the people. It is important for the subjugated to hold the ground and to be committed to justice and fairness from the beginning of his collective life, man has started the process of creating and enforcing "laws and regulations". It is obvious that the fair use of laws is central to turning chaos and disorder into peace and stability. Justice is among these principles. It is from the fact that those who are established by Islam are not only in the system of government, but in the relationship of the individual with himself and the people. It is important for the subjugated to hold the ground and to be committed to justice.

Keywords: Justice, Laws and regulation, Muhammadan System, Reformation

عدل کے لغوی اور شرعی تعریف:

عدل عربی زبان کا لفظ ہے، جس ”کو قضاء“ بھی کہتے ہیں۔ اردو زبان میں ”انصاف“ اور عبرانی میں عدل کو ”صداقات اور مشپاط“ اور انگریزی میں Justice کہا جاتا ہے۔ اس کے لغوی معنیٰ ہیں سیدھا، برابری، مساوات چنانچہ لسان العرب میں ہے ”إنه مستقيم هو ضدّ الجور، العدل: من أسماء اللہ هو الذي لايميل به الهوٰى، العدل الحكم بالحق“[1] عربی زبان میں عدل کا معنیٰ ”سیدھا“ ہے، اور یہ جور کی ضد ہے عدل ”اللہ“ کے ناموں میں سے ہے یعنی وہ خواہشات کی طرف مائل نہیں ہوتا، اور عدل حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہتے ہیں۔ امام جُرجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”العدل الأمر المتوسط بين طرفى الإفراط والتفريط“[2] عدل اِفراط و تفریط کے درمیان متوسط کام کو کہتے ہیں“ علامہ صالح ملوحیؒ فرماتے کہ ”هوان تعطى من نفسک الواجب و تاخذه“[3] دوسروں کے حقوق ادا کرنا اور اپنے حقوق کا لینا عدل ہے۔ ”بذل الحقوق الواجبة و تسوية المستقين فى حقوئهم“[4] واجب حقوق کو ادا حقداروں میں برابری دینا عدل ہے۔ عدل کی شرعی تعریف: نضرة النعيم میں عدل کی شرعی تعریف یوں لکھا ہے ”والعدالة فى الشريعة: عبارة عن الاستقامة على طريق الحق بالاجتناب مماهو محظور دينا“[5] اور شریعت میں عدالت یہ ہے کہ صحیح راستے پر استقامت اختیار کر کے دینی ممنوعات سے اپنے آپ کو بچانا۔ بطورِ خلاصہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ عدل کا معنیٰ اور مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنے ربّ کے درمیان اور اپنی ذات اور مخلوق کے درمیاں عدل وانصاف کرے۔

سیاست میں عدل و انصاف: سب سے پہلے سیاست کے لغوی و اصطلاحی معنی سمجھنا ضروری ہے، سیاست ساس يسوس سياسة قال يقول کے وزن پر ”مصدر“ کا صیغہ ہے، ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں کہ ”السياسة القيام على الشئى بما يصلحه، والسياسة فعل السائس-ورجل ساس من قوم ساسة و سواس“[6] سیاست کہتے ہیں کہ ایک چیز کی اصلاح کے لیے کمربستہ ہوکر مضبوطی سے کھڑا ہونا کہ یہ ایک مدیر رہنمائی کرنے والے کا کام ہے۔ اور وہ شخص جو قوم کے سرداروں اور رہنمائی کرنے والوں میں سے ہو اسے سائس کہتے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ”استصلاح الخلق، وإرشادهم اِلى الطريق المستقيم المنجى فى الدنيا والآخرة“۔[7] سیاست اللہ تعالیٰ کے مخلوق کی دنیا و آخرت میں نجات دلانے کے لیے اصلاح کر کے سیدھے راستے پر راہنمائی کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان انفرادی اور اجتماعی طور پر انسان سب سے زیادہ ظلم کا شکار انسان اُس وقت ہوتا ہے جب معاشرے کا ”سیاسی اِنتظام“ نااہل لوگوں کے ہاتھوں چلا جائے، کیونکہ ظالم سیاسی نظامِ اَفراد معاشرے سے نہ صرف ان کے حقوق چھینتا ہے بلکہ ان کے امن و سکون بھی برباد ہوتا ہے، اس لئے قرآن کریم نے ”قوت“ اور ”عدل“ کو ساتھ ساتھ

بیان کیا فرمایا: قَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔[8] حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور شرعی طور پر بھی سیاست کے لئے بنیادی اصول وتعلیمات میں "عدل و انصاف" شامل ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ نے "اہل حکم" اور "اہل سیاست" کو خصوصی خطاب کرتے فرمایا ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[9] اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچادو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل کے ساتھ فیصلے کرو۔ جب دو مسلم گروہ باہم آمادہ پیکار ہوں، ایسے میں اس بات کا امکان ہے کہ "سیاسی قوت" کسی ایک فریق کی طرف جھکاؤ ظاہر کرے، قرآن کریم نے ایسے حالات میں "عدل وانصاف" کو معیار بنادیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔[10] اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ چنانچہ اگر وہ لوٹ آئے، تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو، اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ سیاسی عدل" ہی معاشرے کو متوازن اور مامون زندگی کی ضمانت دے سکتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان[11] اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کا۔ واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل[12] اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ "يدخل فيه عدل الامر مع رعيتهم ،وعدل العلماء مع العوام بان لا يحملوهم على التعصبات الباطلة بل يرشدونهم الى اعتقادات و اعمال تنفعهم فى دنياهم وا خراهم"۔[13] عدل کے مضمون میں وہ عدل بھی داخل ہے جو کہ حاکم اپنی رعیت سے کرتا ہے اور علماء اپنے عوام سے کرتے ہیں کہ ان کو باطل تعصّبات پر نہیں ابھارتے۔ بلکہ علماء عوام کی ایسے عقائد واعمال کی رہنمائی کرتے ہیں جو دنیا و آخرت میں مفید ہو۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ادشاد ہے: "لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها"۔[14] اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ بھی کاٹ کر رہے گا۔ حالانکہ حضرت فاطمہؓ کے والد (رسول اللہ ﷺ) خدا کے برگزیدہ فرستادہ اور حکومت کے سربراہِ اعلیٰ تھے۔[15]

اقوال میں عدل و انصاف: قولی کاموں میں عدل و انصاف کے بارے میں امام ماوردیؒ لکھتے ہیں کہ " عدلک فی لاقوال: الا تخاطب الفاضل بخاطب المفضول والا بخاطب المجهول و تقف الحمد، والذم علی حب الاحسان ، والا ساءةلیکون اِرغابک و ارهلبک علی و فق اسبابها من غیر سرف والا تقصیر"۔[16] آپ کے اقوال میں عدل وانصاف یہ ہے کہ آپ فاضل کے ساتھ مفضول آدمی کی طرح بات نہ کریں، اِسی طرح عالم کے ساتھ جاہل کی طرح بات نہ کریں اور آپ کی توصیف اور مذّمت کا مدار احسان اور برائی کے موافق ہو کہ (احسان کرنے والے کی توصیف ہو اور برائی کرنے والے کی مذّمت ہو) تاکہ آپ لوگوں کو شوق دلانا اور ڈرانا، ان کے اسباب کے موافق بغیر کسی کمی اور زیادتی کے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: واِذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ اور جب بات کہو تو حق کی کہو ارچہ وہ اپنا قریب ہی ہو۔ امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں: "یدخل فیه کلّما ما یتصل بالقول فیدخل فیه ما یقول المراء فی الدعواة اِلی الدین،وتقریر الدلائل علیه بان یذکر الدلیل ملخصاً عن الحشو،والزیادة بالفاظ مفهومة معتادة،قریبة مِن الافهلم-ویدخل فیه ان یکون الامر بالمعروف والنهی عنِ المنکر واقعاً علیٰ وجه العدلِ مِن غیر زیادة فی الایذاء والایحاش،و نقصان عن قدر الواجبویدخل فیه الحکایات التی یذکرها الرجل حتی لا یزید فیها والا ینقص عنها،و یدخل فیه حکم الحاکم بالقول"۔[17] عدل میں وہ بھی داخل ہے جو قول سے متعلق ہو لہٰذا انسان دین کی طرف دعوت اور دلائل کے بیان میں جو کہے اسے حشو اور زیادت سے پاک ہونا چاہئے اور ان الفاظ سے بیان کرے جو عام فہم ہو۔ عدل میں نیکی کی طرف حکم کرن ااور برائی سے منع کرنا بھی داخل ہے کہ لوگوں کو ضرر دینے، تنفر کرنے اور واجب مقدار سے کمی کے بغیر ہو۔ اور عدل میں وہ حکایات بھی ہیں جنھیں انسان ذکر کرتا ہے کہ ان میں زیادتی اور کمی نہ کرے۔ حاکم کے قولی احکام بھی اس میں داخل ہیں۔

فعلی امور میں عدل و انصاف: فعلی امور میں عدل و انصاف کے بارے میں امام ماوردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے "وعدلک فی الافعال :ان لا تعاقب اِلّا علی ذنب ولا تعفو الا مِن انابة،ولا یبعثک السخط علی اِطراح المحاسن،ولا یحملک الرضاء علی العفو مِن المساوی"[18] فعلی کاموں میں عدل یہ ہے کہ سزا صرف گناہ پر ہو، اور جو رجوع کرے اُسی کو معافی ہو، غصّہ اچھائیوں کو چھوڑ دینے کا باعث نہ بنے اور رضا مُجرم کو معاف کر دینے پر نہ اُبھارے۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ[19] اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔

مالی اور اقتصادی امور میں عدالت: امور مالیہ میں عدل یہ ہے کہ "وعدلک فی الاموال :ان توخذ بحقھا،و تدفع الیٰ مستحقیھا،لانک فی الحقوق سفیر موتمن،وکفیل مرتھن، علیک عزمھا و لغیرک عنمھا"۔[20] آپ کا عدل امورِ مالیہ میں اس طور پر ہو کہ لوگوں سے حق کے ساتھ لو اور مستقین میں تقسیم کرو اس لئے حقوق العباد میں آپ نمائندہ اور امین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ پر ان اموال کی ذمہ داری ہے اور لوگوں کے لئے فائدہ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:"ولیکتب بینکم کاتب بالعدل"[21] اور چاہئے کہ لکھ دے تمہارے درمیاں کوئی لکھنے والا انصاف سے۔ عبد الکریم حامدیؒ فرماتے ہیں کہ "العدل فی المعاملات المالیة،یاقامته المیزان بالقسط کما قال الله تعالیٰ:واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسرواالمیزان،واوفوالکیل والا تکونوا من المخسرین-وزنوا بالقسطاس المستقیم-والا تبخوا الناس اشیاءھم-فالعدل فی المیزان والمکیال ضمان الظلم والجور والبخس"۔[22]۔ مالی امور میں عدل یہ ہے کہ دوسرے شخص کا حق مالی انصاف کے ساتھ اور پورا پورا ادا کیا جائے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو مت گھٹاو، تم لوگ پورا ناپا کرو اور صاحب حق کا نقصان مت کیا کرو اور اسی طرح تولنے کی چیزوں میں سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ پس ناپ تول میں عدل کرنا ظلم،زیادتی اور کمی سے تحفظ کی ضمانت ہے۔"اما العدل الاقتصادی:فبتحریم الربا،والاستغلال بجمیع صوره،والا سیّما عن طریق الاحکام ،او الاضطرار،او عدم الخبرة،او وجوه النشاط الاقتصادی الذی یتسبب عنه ضرر عام -و کذلک تحریم القمار والرشوة،والغش فی المبیعات والصنعات و مواد الغذاء،وسائر طرق الکسب غیر المشروعة"۔[23] بہار حال اقتصادی عدل کا حصول سود کو حرام قرار دینے اور ناجائز نفع اٹھانے کی تمام صورتوں کو ممنوع قرار دینے سے ہو گا۔ خاص طور پر اشیائے خوردونوش کی ذخیرہ اندوزی یا مجبوری یاناتجربہ کاری یا اقتصادی حیلوں کے وہ طریقے جو عام ضرر کا سبب بنتے ہیں، اسی طرح جوا، رشوت ستانی، خرید و فروخت کی اشیا، صنعت و حرفت اور غذائی اجناس میں ملاوٹ اور کمائی کے تمام غیر شرعی طریقوں کو حرام قرار دیا جائے۔ لہٰذا اسلامی حکومت پر یہ لازم ہے کہ معاشرے میں اقتصادی عدل قائم کرے،لوگوں کو سودی معاملات،اشیائے خوردونوش کی ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور نرخوں میں گرانی سے روکے۔ نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے "من احتکر علی المسلمین طعاماً ضربه الله بالجذام ،والافلاس "۔[24] جس نے قیمتوں کے بڑھانے کی غرض سے خوراک کی اشیا کو ذخیرہ کیا، اللہ تعالیٰ اس پر جذام اور مفلسی کے مرض کو مسلط کر دیتے ہیں۔

قضائی امور میں عدالت: حق تعالیٰ فرماتے ہیں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِھِمَافَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ

تَعْدِلُوْا[25] اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینے کا حکم دیا جارہا ہے) چاہے امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، لہٰذا ایسی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلنا جو تمہیں انصاف کرنے سے روکتی ہو۔ امام قرطبیؒ (قوامین بالقسط) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ای لیتکرر منکم القیام بالقسط وھو العدل فی شھاداتکم علی انفسکم"[26]۔ تمھیں ہر ایک مرتبہ قسط سے کام لینا چاہئے قسط یہ ہے کہ تم اپنے خلاف گواہی دینے میں عدل وانصاف کام لو اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: واشھدوا ذوی عدل منکم واقیموا الشھادۃ للہ[27] اور آپس میں دو معتبر شخصوں کو گواہ کرلو ٹھیک اللہ تعالیٰ کے واسطے گواہی دو۔ قضاء کے وقت عدل کسی بیان و توضیح کا محتاج نہیں، کیونکہ قانونِ الٰہی کے سامنے سب لوگ برابر ہیں فقیر یا مالدار، جاہ یا دولت، منصب، خاندان یا طبقے کی بنیاد پر کوئی فرق و تمیز نہیں اس لئے فیصلے کی امانت اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم علی الاطلاق نافذ کرنا ضروری ہے اور اس بارے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ قول ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[28] (مسلمانو) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

اور سب سے بڑا عدل یہ ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائے اور لوگوں کی جانوں، عزت و آبرو اور اموال کی حفاظت کی جائے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا۔[29] اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینے کا حکم دیا جارہا ہے) چاہے امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، لہٰذا ایسی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلنا جو تمہیں انصاف کرنے سے روکتی ہو۔ اور نبی علیہ السلام کے اس قوی وجہ سے بھی لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا،[30] اگر فاطمہؓ بنتِ محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ کر دیتا رہتا۔

سزاوں میں عدل: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰي اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى[31] اے ایمان والو! جو لوگ (جان بوجھ کر ناحق) قتل کردیے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص

(کا حکم) فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے) پس آیت اس بات کی تصریح کرتی ہے کہ قصاص آزاد لوگوں، غلاموں اور عورتوں کے درمیاں مساوات اور برابری کی روشنی میں جاری کیا جائے۔ کہ عورت کے بدلے مرد سے قصاص نہیں لیا جاسکتا، اور نہ غلام کے بدلے آزاد آدمی سے جیسا کہ یہی معمول زمانہ جاہلیت میں تھا۔

خاندانی امور میں عدل: چونکہ معاشرے کی تعمیر میں اور عمدہ شخص کو پروان چڑھانے میں خاندان خشتِ اول کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسلام نے اس چھوٹے معاشرے یعنی خاندان میں عدل و انصاف پر نہایت توجہ دی ہے۔[32] اولاد کے ساتھ عدل و انصاف ان کو مال دینے، ان سے مال روکنے، ان کے لئے وصیت کرنے اور ان میں ترکہ تقسیم کرنے میں ہے، بیویوں کے ساتھ عدل ان کے ساتھ پیش آنے (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) ان کے ساتھ برابر راتیں گزارنے میں ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذِی القربیٰ[33] اللہ تعالیٰ عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے، نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے۔ "ان تدع ورثتک اغنیاء خیر مِن ان تذھم عالة یتکففون الناس"۔[34] تمھارا اپنا ورثہ کو مالداری کی حالت میں چھوڑ دینا یہ تمھارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقیر محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتے پھیرا کریں۔ علامہ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ: "فیه مراعاة العدل بین الورثة و مراعاة العدل فی الوصیة"۔[35] اس حدیث میں ورثہ کے درمیاں عدل و انصاف کے رعایت کی تاکید ہے اسی طرح وصیت میں بھی عدل کی رعایت کا بیان ہے۔ علامہ سندیؒ آپ ﷺ کا ارشاد "العلم ثلاثة" او فریضة عادلة کی تشریح میں فرماتے ہیں "المراد بالفریضة کل حکم من احکام الفرائض یحصل به العدل فی قسمة الترکات بین الورثة"۔[36] کہ فریضۃ سے مراد میراث و فرائض کے احکام میں ہر وہ حکم ہے جس کی وجہ سے ورثہ کے درمیاں ترکہ تقسیم کرنے میں عدل و انصاف کا حصول ہو۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں "فان خفتم الا تعدلوا فواحدة"[37] پس اگر تم کو احتمال ہو کہ عدل نہیں رکھو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر بس کرو۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میںؒ فرماتے ہیں: فمنع مِن الزیادة التی تودی الی ترک العدل فی القسم و حسنِ العشرة۔[38] اللہ تعالیٰ نے ایک عورت سے زیادہ نکاح کرنے سے منع فرمایا جب وہ تقسیم اور اچھی زندگی گزارنے میں عدل چھوڑنے کا سبب بنتا ہو۔ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِه وَحَکَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا یوَفِّقِ اللّٰهُ بینهُمَا[39] اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو (ان کے درمیان فیصلہ کرانے کے لیے) ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے بھیج دو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں کے درمیان اتفاق پیدا فرمادے گا۔

امورِ حکومت میں عدل: حکومتی عدل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ تمام عہدے اور ذمہ داریاں اہل لوگوں کے سپرد کی جائیں جس میں اہلیت ہو، اس کو کم اہلیت والے پر مقدم کیا جائے، رشتہ داری، دوستی، ہم وطنی یا کوئی ایسا سبب کہ جس میں اہلیت کو دخل نہ ہو، کی رعایت رکھی جائے اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مَن تولیٰ من امراء المسلمین شیا فاستعمل علیهم رجلا وهو یعلم ان فیهم مَن هو اولیٰ بذلک واعلم منه بکتاب الله و سنة رسوله،فقد خان الله و رسوله و جمیع المومنین۔[40] جس نے کسی کو کوئی کام سپرد کیا حالیکہ اس کے علم میں اس شخص سے زیادہ اہل شخص موجود تھا اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خیانت کی۔ امام طوسی فرماتے ہیں کہ "ان یکون ذا کفاءة ممتازة تتعلق بالمنصب العام الذی یتقلده" جس کو منصب حوالہ کیا جارہا ہو، اس کو سنبھالنے کی اس میں بہترین صلاحیت ہو۔ "ان یکون نزیهاً مرتفعاً عن استغلالِ المنصب لمنافع مادیة علیٰ شخصه" اس کی ذات اس سے بالاتر ہو کہ وہ منصب کو ذاتی منافع کے حصول کے لئے استعمال کرے گا۔ "الا یجمع بین وظیفتین" دو عہدوں کو بیک وقت جمع نہ کرے "الا یجمع لعلاقات الصداقة تأثیراً علیٰ اعمال السیاسة العامة" کہ وہ دوستانہ تعلقات کو سیاستِ عامہ کے اعمال پر اثر انداز نہ ہونے دے "أن یبتعد عن کل مِن شانه الاضرار بمصلحت الحکم"[41] ہر اس فعل سے دور رہے کہ جس کی وجہ سے حکومت کی مصلحت کو نقصان پہنچتا ہو۔ کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط ہو اور امانت دار بھی ہو۔ علامہ شیزریؒ فرماتے ہیں کہ "أن العدل اشراف أوصاف الملک،وأقوام لدولته لأنه یبعث علی الطاعة،عیدعو اِلی الألفة،وبه تصلح الأعمال،وتنموا الأموال،وتنعش الرعیة،وتکمل المزیة،وقدندب الله عز وجل الخلق اِلیه وحثّهم ولیهوقال: والا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی"۔[42] سربراہ مملکت میں سب سے بہترین وصف عدل ہے اس کے ذریعے اس کی حکومت کو استحکام ملتا ہے کیونکہ عدل کرنا لوگوں کی اطاعت والفت کا سبب ہے اور اس سے اعمال کی اصلاح ہوتی ہے اور اموال میں برکت آتی ہے، رعیت مضبوط ہوتی ہے اور فضیلت کی تکمیل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو عدل کی طرف بلایا ہے اور لوگوں کو عدل کی ترغیب دی ہے، چنانچہ فرمایا ہے: کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو یہی بات زیادہ تقویٰ کے نزدیک ہے۔ پہلے زمانے میں کہا جاتا ہے کہ "لا سلطان اِلّا برجال ولا رجال اِلّا بمال ولا مال اِلّا بعمارة ولا عمارة اِلّا بعدل وحسن سیاسة"[43] حکومت بندوں کے بغیر انجام نہیں پاتی اور بندوں کا انتظام ودوام مال کے بغیر نہیں ہوتا اور مال کا حصول آبادی کے بغیر ناممکن ہے اور آبادی عدل اور بہترین سیاست کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

خلاصہ کلام:

1۔ انسان کے پاس قوانین کی اصولی اور تشریعی تفاصیل کا ایک ذخیرہ موجود ہے لیکن اس کے باوجود انسانی معاشرہ ظلم و ناانصافی کا شکار اور عدل کی برکات سے محروم ہے۔اس کی ایک وجہ تو "عادلانہ قوانین" کے شعور کا فقدان ہے اور دووسری وجہ ان "قوانین" کے درست نفاذ میں کوتاہی ہے۔ 2۔ قرآن کریم نے حکمت الٰہی سے وہ ا"صول" دیئے ہیں کہ جن کے ادراک اور تعمیل سے ظلم کی بیخ کنہ ہوتی ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے عملی نفاذ کا نمونہ بھی عطاء کیا ہے تا کہ اس کی پیروی سے ہر دور میں قیام عدل کا عمل جاری رکھا جاسکے۔ 3۔ معاشرہ سے ظلم ختم کرنا اور عدل قائم کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے، اجتماعی زندگی میں جب حقوق و فرائض میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے، حقوق پامال ہوتے ہیں یا فرد اور معاشرے کے وجود کو خطرات لاحق ہوتے ہیں، تو قوانین و ضوابط ہی تحفظ کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] ۔ ابنِ منظور، لسان العرب، بیروت،دار احیاء التراث العربی،1414ھ ج۹ص ۷۴

Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, Beirut, Dar Revival of Arab Heritage, 1414 AH, part 9, p. 74.

[2] ۔ محمد عبد الرحمن المرشیلی،دار النفائس،1424ھ ص ۹۸

Muhammad Abd al-Rahman al-Marshaili, Dar al-Nafais, 1424 AH, pg. 98

[3] ۔امام صالح بن عبد الله ،نضرة النعيم، دار الوسيلة النشر والتوزيع،1418ھ نضرةالنعيم ج ۷ ص ۲۷۹

Imam Salih bin Abdullah, Nadrat Al-Naeem, Dar Al-Wasila Publishing and Distribution, 1418 AH, Nadrat Al-Naeem, vol. 7, p. 279

[4] ۔ كمال الدين محمد بن عبد الواحد ابن الهمام، فتح القديرشرح الهداية،در الفكر بيروت،ج۱ ص،۳۱

Kamal al-Din Muhammad ibn Abd al-Wahed ibn al-Hamam, Fath al-Qadir, Sharh al-Hidaya, Dar al-Fikr, Beirut, vol. 1, p. 31

[5] ۔ امام صالح بن عبد الله ،نضرة النعيم، دار الوسيلة النشر والتوزيع،1418ھ ج،۷ ص ۲۷۹

Imam Saleh bin Abdullah, Nadrat Al-Naeem, Dar Al-Wasila Publishing and Distribution, 1418 AH, 7 p. 279

[6] ۔ابنِ منظور، لسان العرب، بیروت،دار احیاء التراث العربی،1414ھ ج ۲ ص ۴۲۹

Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, Beirut, Dar Revival of Arab Heritage, 1414 AH, part 2, pg. 429.

[7] ۔ ابو حامد محمد الغزالی،احیاء العلوم،دارالاشاعت کراچی، ج۱ ص ۲۴

Abu Hamid Muhammad Al-Ghazali, Revival of Sciences, Dar Al-Asha'at Karachi, Part 1, p. 24

[8]۔ سورة الحدید آیت۲۹

Surah Al-Hadid verse 29

[9] ۔ النساء: 58

Alnisa:58

[10] ۔ سورة النحل آیت ۹۰

Surah An-Nahl, verse 90

[11] ۔ سورة النساء آیت ۵۸

Surat Al-Nisa Verse 58

[12] ۔ سورة النساء آیت ۵۸

Surat Al-Nisa Verse 58

[13] ۔ الامام محمد الرازی، التفسیرالکبیر، دارالفکر بیروت لبنان، 1401ھ ج ۱ ص،۱۰۹

Imam Muhammad Al-Razi, Al-Tafseer Al-Kair, Dar Al-Fikr, Beirut, Lebanon, 1401 AH, part 1, p.10

[14] ۔ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاة، 1442ھ ج۲ ص ۳۷۰

Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Dar Touq al-Najat, 1442 AH, part 2, p. 370.

[15] ۔ فتحی درینی، خصایص التشریعی الاسلامی فی السیاسة والحکم ص201

Fathi Derini, The Characteristics of the Islamic Legislator in Politics and Governance, p.201

[16] ۔ ابو الحسن الماوردی، قوانین الوازرة، دار الطباعة بیروت1979ء ص 48

Abu Al-Hasan Al-Mawardi, Laws of the Minister, Beirut Printing House, 1979, p. 48

[17] ۔ الامام محمد الرازی، التفسیرالکبیر، دارالفکر بیروت لبنان، 1401ھ ج ۱۳ ص،۲۴۸

Imam Muhammad Al-Razi, Al-Tafseer Al-Kair, Dar Al-Fikr, Beirut, Lebanon, 1401 AH, vol. 13, p. 248.

[18] ۔ ابو الحسن الماوردی، قوانین الوازرة، دار الطباعة بیروت1979ء ص49

Abu Al-Hassan Al-Mawardi, Laws of the Minister, Beirut Printing House, 1979, pg. 49.

[19] ۔ سورة النساء آیت 135

Surat Al-Nisa Verse 135

[20] ۔ ابو الحسن الماوردی، قوانین الوازرة، دار الطباعة بیروت1979ء ص 28

Abu Al-Hassan Al-Mawardi, Laws of the Minister, Beirut Printing House, 1979, pg. 28

[21] ۔ سورة البقرة آیت ۲۸۲

Surah Al-Baqarah verse 282

[22] ۔ عبد الکریم حامدی، مقاصد القرآن من تشریع الاحکام ، مکتبةالرشد1428ھ ۵۴۳

Abd al-Karim Hamidi, The purposes of the Qur'an from the legislation of rules, Al-Rushd Library 1428 AH 543

[23] ۔ فتحی الدرینی، بحوث مقارنہ فی الفقہ الاسلامی واصولہ، موسسة الرسالة، 1994ء خصایص التشریعی الاسلامی فی السیاسة والحکم ص ۳۳۸

Fathi Al-Derini, Comparative Research in Islamic Jurisprudence and its Principles, Al-Risala Institute, 1994, The Properties of the Islamic Legislator in Politics and Governance, p. 338

24 - ابی عبدا للہ محمد بن یزید القروینی، سنن ابن ماجه، دار احیاالغربی، ص ۱۵۶

Abi Abdullah Muhammad bin Yazid Al-Qarwini, Sunan Ibn Majah, Dar Ahya Al-Gharbi, pg. 156

25 - سورة النساء آیت ۱۷۶

Surat Al-Nisa verse 176

26 - الرازی الجصاص، احکام القرآن، دار احیا التراث الغربی، 1985م ج ۵ ص ۴۱۰

Al-Razi Al-Jassas, Ahkam Al-Qur'an, Dar Ahya Al-Turath Al-Gharbi, 1985, vol. x, b. 410.

27 - سورة الطلاق آیت ۲

Surah Al-Talaq verse 2

28 - سورةالنساء آیت ۵۸

Surat Al-Nisa verse 58

29 - سورة النساء آیت ۱۳۵

Surat Al-Nisa verse 135

30 - محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاة، 1442ھ ج۲ ص، 1003

Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Dar Touq al-Najat, 1442 AH, part 2, pg. 1003.

31 - عبد الکریم حامدی ، مقاصد القرآن من تشریع الاحکام ص ۵۴۳، المطلب الثانی الجزاء

Abd al-Karim Hamidi, The purposes of the Qur'an from the legislation of Ahkam, p. 543

32 - محمد صادق ، الاسلام و العلاقات الدولیة ص، ۱۰۱، العدل والاسرة

Muhammad Sadiq, Islam and International Relations, pg. 101

33 - سورةالنساء آیت ۹۰

Surat Al-Nisa verse 90

34 - محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاة، 1442ھ ص، ۱۷۳

Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Dar Touq Al-Naja, 1442 AH, pg. 173.

35 - ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، مکتبه ابن تیمیه ج ۵ ص، ۲۸۴

Ibn Hajar Asqalani, Fath Al-Bari, Ibn Taymiyyah Library, vol. 5, p. 284

36 - ابی عبد اللہ محمد بن یزید القزونی ، دار الاحیاءالکتب العربیه سنن ابنِ ماجه ج ۱ ص، ۱۹

Abi Abdullah Muhammad bin Yazid Al-Qazuni, Dar Al-Ihya, the Arabic books, Sunan Ibn Majah, part 1, p. 19

37 - سورة النساء آیت ۳

Surah An-Nisa Verse 3

38 - احکام القرآن ج۵ ص، ۲۰ سورة النساء آیت:۳۵

The provisions of the Qur'an, p. 5, 20, Surah Al-Nisa, verse: 35

39 - سورة النساء آیت ۳۵

Surah An-Nisa Verse 3

40 - حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر، مکتبه الاصالة والتراث، 1431ھ ج ۸ ص ۱۴۳

Hafez Abi al-Qasim Suleiman bin Ahmad al-Tabarani, Al-Mu'jam al-Kabir, Library of Authenticity and Heritage, 1431 AH, part 8, p. 143

41 - طوسی-تراث الانسانیة ج۹ ص ۲

Tosi, The Heritage of Humanity, Vol. 9, p. 2

42 - المنهج المسلوک فی سیاسة الملوک، عبدالرحمن الشیرزی، دالمنار الاردن، 1408ھ ص ۲۴۳

The Approach Taken in the Politics of Kings, Abd al-Rahman al-Shirzi, Dalmanar, Jordan, 1408 AH, p. 243

43 - ابنِ قتیبه، عیون الاخبار ج۱ ص۹،

Ibn Qutaybah, Oyoun al-Akhbar, vol. 1, p. 9